

## روزہ

برادران اسلام! دوسری عبادت جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرض کی ہے ”روزہ“ ہے۔ روزہ سے مراد یہ ہے کہ صبح سے شام تک آدمی کھانے پینے اور مباشرت سے پرہیز کرے۔ نماز کی طرح یہ عبادت بھی ابتدا سے تمام پیغمبروں کی شریعت میں فرض رہی ہے۔ پچھلی جتنی امتیں گذری ہیں سب اسی طرح روزے رکھتی تھیں جس طرح امت محمدی رکھتی ہے۔ البتہ روزے کے احکام، اور روزوں کی تعداد اور روزے رکھنے کے زمانے میں مختلف شریعتوں کے درمیان فرق رہا ہے۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر مذاہب میں روزہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود ہے، اگرچہ لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی باتیں ملا کر اس کی شکل بگاڑ دی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ۔ یعنی ”اے مسلمانو! تمہارے اوپر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے کی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی شریعتیں آئی ہیں وہ کبھی روزے کی عبادت سے خالی نہیں رہیں جس طرح نماز اور زکوٰۃ سے خالی نہیں رہی ہیں۔

غور کیجیے کہ آخر روزے میں بات کیا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کو ہر زمانے میں فرض کیا ہے؟

اس سے پہلے کئی مرتبہ آپ سے بیان کر چکا ہوں کہ اسلام کا اصل مقصد انسان کی پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت بنا دینا ہے۔ انسان عبد یعنی بندہ پیدا ہوا ہے، اور عبدیت یعنی بندگی

اس کی عین فطرت ہے، ایسے عبادت یعنی خیال اور عمل میں اللہ کی بندگی کرنے سے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی اُس کو آزاد نہ ہونا چاہیے۔ اُسے اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں، ہمیشہ اور ہر وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کس چیز میں ہے، اور اس کا غضب اور ناراضی کس چیز میں۔ پھر جس طرف اللہ کی رضا ہو اور جانا چاہیے اور جس طرف اس کا غضب اور اس کی ناراضی ہو اس سے یوں بچنا چاہیے جیسے آگ کے انگارے سے کوئی بچتا ہے۔ جو طریقہ اللہ نے پسند کیا ہو اس پر چلنا چاہیے اور جس طریقہ کو اس نے پسند نہ کیا ہو اس سے بھاگنا چاہیے۔ جب انسان کی ساری زندگی اس رنگ میں رنگ جائے تب سمجھو کہ اس نے اپنے مالک کی بندگی کا حق ادا کیا اور مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کا منشا پورا کر دیا۔

یہ بات بھی اس سے پہلے میں بیان کر چکا ہوں کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے نام سے جو عبادتیں ہم پر فرض کی گئی ہیں، ان کا اصل مقصد اسی بڑی عبادت کے لیے ہم کو تیار کرنا ہے۔ ان کو فرض کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر تم نے دن میں پانچ وقت رکوع اور سجدہ کر لیا، رمضان میں تیس دن تک صبح سے شام تک بھوک پیاس برداشت کر لی، اور مالدار ہونے کی صورت میں سالانہ زکوٰۃ اور عمر میں ایک مرتبہ حج ادا کر دیا، تو اللہ کا جو کچھ حق تم پر تھا وہ ادا ہو گیا اور اسکے بعد تم اس کی بندگی سے آزاد ہو گئے کہ جو چاہو کرتے پھرو۔ بلکہ دراصل ان عبادتوں کو فرض کرنے کی غرض یہی ہے کہ ان کے ذریعہ سے آدمی کی تربیت کی جائے اور اسکو اس قابل بنا دیا جائے کہ اسکی پوری زندگی اللہ کی عبادت بن جائے۔ آئیے اب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر ہم دیکھیں کہ روزہ کس طرح آدمی کو اس بڑی عبادت کے لیے تیار کرنا ہے۔

روزہ کے سوا دوسری جتنی عبادتیں ہیں وہ کسی نہ کسی ظاہری حرکت سے ادا کی جاتی ہیں مثلاً نماز میں آدمی اٹھتا اور بیٹھتا اور رکوع اور سجدہ کرتا ہے جس کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ حج میں

ایک لمبا سفر کر کے جاتا ہے اور پھر ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے ساتھ سفر کرتا ہے۔ زکوٰۃ بھی کم از کم ایک شخص دیتا ہے اور دوسرا شخص لیتا ہے۔ ان سب عبادتوں کا حال چھپ نہیں سکتا۔ اگر آپ ادا کرتے ہیں تب بھی دوسروں کو معلوم ہو جاتا ہے، اور اگر ادا نہیں کرتے تب بھی لوگوں کو خبر ہو ہی جاتی ہے۔ اسکے برخلاف روزہ ایسی عبادت ہے جس کا حال خدا اور بندے کے سوا کسی دوسرے پر نہیں کھل سکتا۔ ایک شخص سب کے سامنے سحری کھائے اور افطار کے وقت تک ظاہر میں کچھ نہ کھائے پیے، مگر چھپ کر پانی پی جائے یا کچھ چوری چھپے کھائے تو خدا کے سوا کسی کو بھی اسکی خبر نہیں ہو سکتی۔ ساری دنیا یہی سمجھتی رہے گی کہ وہ روزہ ہے اور وہ حقیقت میں روزے سے نہ ہوگا۔

روزے کی اس حیثیت کو سامنے رکھو، پھر غور کرو کہ جو شخص حقیقت میں روزہ رکھتا ہے اور اس میں چوری چھپے بھی کچھ نہیں کھاتا پیتا، سخت گرمی کی حالت میں بھی جب کہ پیاس سے حلق چٹنی جاتا ہو پانی کا ایک قطرہ حلق کے نیچے نہیں آتا، سخت بھوک کی حالت میں بھی جبکہ آنکھوں میں دم آ رہا ہو کوئی چیز کھانے کا ارادہ تک نہیں کرتا، اسے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر کتنا ایمان ہے۔ کس قدر زبردست یقین کے ساتھ وہ جانتا ہے کہ اسکی کوئی حرکت چھپے، ساری دنیا سے چھپ جائے مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتی۔ کیسا خوفِ خدا اس کے دل میں ہے کہ بڑی سے بڑی تکلیف اٹھاتا ہے مگر صرف اللہ کے ڈر سے کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اس کے روزہ کو توڑنے والا ہو۔ کس قدر مضبوط اعتقاد ہے اس کو آخرت کی جزا و سزا پر کہ مہینہ بھر میں وہ کم از کم تین سو ساٹھ گھنٹہ کے روزے رکھتا ہے اور اس دوران میں کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی اس کے دل میں آخرت کے متعلق شک کا شائبہ تک نہیں آتا، کیونکہ اگر اسے اس امر میں شک ہو جائے کہ آخرت ہوگی یا نہ ہوگی اور اس میں عذابِ ثواب ہوگا یا نہ ہوگا، تو وہ کبھی اپنا روزہ پورا نہیں کر سکتا۔

شک کی فطرت یہی ہے کہ وہ آدمی کے ارادے کو متزلزل کر دیتا ہے۔ لہذا شک آنے کے بعد یہ ممکن نہیں ہے کہ آدمی خدا کے حکم کی تعمیل میں کچھ نہ کھانے اور نہ پینے کے ارادہ پر قائم رہ جاؤ۔

اس طرح اللہ تعالیٰ ہر سال کامل ایک مہینہ تک مسلمان کے ایمان کو مسلسل آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اور اس آزمائش میں جتنا جتنا آدمی پورا اترتا جاتا ہے اتنا ہی اتنا اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ یہ گویا آزمائش کی آزمائش ہے اور ٹریننگ کی ٹریننگ۔ آپ جب کسی شخص کے پاس آنا رکھواتے ہیں تو گویا اسکی ایمانداری کی آزمائش کرتے ہیں۔ اگر وہ اس آزمائش میں پورا اترے اور امانت میں خیانت نہ کرے تو اسکے اندر امانتوں کا بوجھ سنبھالنے کی اور زیادہ طاقت پیدا ہوتی ہے اور وہ زیادہ امین بنتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی مسلسل ایک مہینہ تک روزانہ بارہ بارہ چودہ چودہ گھنٹے تک آپکے ایمان کو کڑی آزمائش میں ڈالتا ہے، اور جب اس آزمائش میں آپ پورے اترتے ہیں تو آپکے اندر اس بات کی مزید قابلیت پیدا ہونے لگتی ہے کہ اللہ سے ڈر کر دوسرے گناہوں سے بھی پرہیز کریں، اللہ کو عالم الغیب جان کر چوری چھپے بھی اس کا قانون کو توڑنے سے بچیں، اور ہر موقع پر قیامت کا وہ دن آپ کو یاد آجایا کرے جب سب کچھ کھل جائیگا اور بغیر کسی رورعایت کے بھلائی کا بھلا اور برائی کا برا بدلہ ملے گا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ

اس آیت کا کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَتِبْ عَلَيْكُمْ  
 الصِّيَامُ كَمَا كَتَبَ عَلَى الَّذِينَ مِن  
 قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (بقرہ - ۱۷۲)

اے اہل ایمان! تمہارے اوپر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیے گئے تھے، شاید کہ تم پر بہیز گار بن جاؤ۔

روزے کی ایک دوسری خصوصیت بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ یہ طویل مدت تک شریعت کے احکام کی اطاعت کرتا ہے۔ نماز کی مدت ایک وقت میں چند منٹ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ

ادا کرنے کا وقت سال بھر میں صرف ایک وقت آتا ہے۔ حج میں ابتداء ہی مدت صرف ہوتی ہے، مگر اس کا موقع عمر بھر میں ایک دفعہ آتا ہے اور وہ بھی سب کے لیے نہیں۔ ان سب کے برخلاف روزہ سال بھر میں پورے ایک مہینہ تک شب و روز شریعت محمدی کے اتباع کی مشق کرنا ہے۔ صبح سحری کے لیے اٹھنا، ٹھیک فلاں وقت پر کھانا پینا سب بند کر دینا اور دن بھر فلاں فلاں کام کر سکتے ہو اور فلاں فلاں کام نہیں کر سکتے، شام کو ٹھیک فلاں وقت پر افطار کر دینا، پھر کھانا کھا کر آرام لو، پھر ترمویح کے لیے دوڑو۔ اس طرح ہر سال کامل مہینہ بھر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مسلمان کو فوجی سپاہیوں کی طرح پورے قاعدے اور ضابطے میں رکھا جاتا ہے اور پھر گیارہ مہینہ کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ جو تربیت اس مہینہ میں اس نے حاصل کی ہے اس کے اثرات ظاہر ہوں، اور جو کمی پائی جائے وہ پھر دوسرے سال کی ٹریننگ میں پوری کی جائے۔

ان قسم کی تربیت کے لیے ایک ایک شخص کو الگ الگ لے کر تیار کرنا کسی طرح موزوں نہیں ہوتا۔ فوج میں بھی آپ دیکھتے ہیں کہ ایک ایک شخص کو الگ الگ قواعد نہیں کرائی جاتی بلکہ پوری فوج کی فوج ایک ساتھ قواعد کرتی ہے، سب کو ایک وقت بگل کی آواز پر اٹھنا اور بگل کی آواز پر کام کرنا ہوتا ہے، تاکہ ان میں جماعت بن کر منفقہ کام کرنے کی عادت ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ سب ایک دوسرے کی تربیت میں مددگار ہوں، یعنی ایک شخص کی تربیت میں جو کچھ نقص رہ جائے اسکی کمی کو دوسرا اور دوسرے کی کمی کو تیسرا پورا کر دے۔ اسی طرح اسلام میں رمضان کا مہینہ روزے کی عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ایک وقت میں سب سب مل کر روزہ رکھیں۔ اس حکم نے انفرادی عبادت کو اجتماعی عبادت بنا دیا۔ جس طرح ایک کے عدد کو لاکھ سے ضرب دو تو ایک لاکھ کا زبردست عدد بن جاتا ہے، اسی طرح ایک ایک شخص کے روزہ رکھنے سے جو اخلاقی اور روحانی فائدے ہو سکتے ہیں، لاکھوں کروڑوں آدمیوں کے مل کر روزہ

رکھنے سے وہ لاکھوں کروڑوں گئے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ پوری فضا کو نیکی اور پرہیزگاری کی روح سے بھر دیتا ہے۔ پوری قوم میں گویا تقویٰ کی کھیتی سرسبز ہوناتی ہے۔ ہر شخص زحمت خود گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، بلکہ اگر اس میں کوئی کمزوری ہوتی ہے تو اس کے دوسرے بہت بھائی جو اسی کی طرح روزہ دار ہیں، اسکی پشت پناہ بن جاتے ہیں۔ ہر شخص کو روزہ رکھ کر گناہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے، اور ہر ایک کے دل میں خود بخود یہ خواہش ابھرتی ہے کہ کچھ بھلائی کا کام کرے، کسی غریب کو کھانا کھلائے، کسی ننگے کو کپڑا پہنائے، کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے، کسی جگہ اگر کوئی نیک کام ہو رہا ہو تو اس میں حصہ لے اور اگر کہیں علانیہ بدی ہو رہی ہو تو اسے روکے۔ نیکی اور تقویٰ کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے، اور بھلائیوں کے پھلنے پھولنے کا موسم آجاتا ہے جس میں آپ دیکھتے ہیں کہ ہر فرد اپنا موسم آنے پر خوب پھلتا پھولتا ہے اور ہر طرف کھیتوں میں چھایا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

کل عمل ابن آدم یضاعف  
 الحسنة بعشر أمثالها إلى سبع مائة  
 ضِعْفٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ  
 فَانَّهُ لِي وَانَا أَجْرِي بِهِ -

آدمی کا ہر عمل خدا کے ہاں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے۔ ایک نیکی دس گنی سے سات سو گنی تک پھلتی پھولتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ اس کے مستثنیٰ ہے وہ خاص کیر لیتے ہیں اور میں اسکا جتنا چاہتا ہوں بڑھ دیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی کرنے والے کی نیت اور نیکی کے نتائج کے لحاظ سے تمام اعمال پھلتے پھولتے ہیں اور انکی ترقی کے لیے ایک حد مقرر ہے۔ مگر روزے کی ترقی کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔ رمضان چونکہ خیر اور صلاح کے پھلنے پھولنے کا موسم ہے اور اس موسم میں ایک شخص نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں مسلمان مل کر اس نیکی کے باغ کو پانی دیتے ہیں، اس لیے یہ بے حد و حساب بڑھ سکتا ہے۔ جتنی زیادہ نیک نیتی کے ساتھ اس مہینہ میں عمل کرو گے، جس قدر زیادہ برکتوں

سے خود فائدہ اٹھاؤ گے اور اپنے دوسرے بھائیوں کو فائدہ پہنچاؤ گے، اور پھر جس قدر زیادہ اس  
 ہمیشہ کے اثرات بعد گیارہ مہینوں میں باقی رکھو گے، اتنا ہی یہ پھلے اور پھولے گا اور اسکے پھلنے  
 پھولنے کی کوئی انتہا نہیں۔ خدا کی طرف سے تو کوئی انتہا نہیں ہے۔ تم خود اپنے عمل سے اس  
 کو محدود کر لو تو یہ تمہارا اپنا تصور ہے۔

روزے کے یہ اثرات اور یہ نتائج سن کر آپ میں سے ہر شخص کے دل میں سوال پیدا ہوگا  
 کہ یہ اثرات آج کہاں ہیں؟ ہم روزے بھی رکھتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں مگر یہ نتیجے جو تم  
 بیان کرتے ہو ظاہر نہیں ہوتے۔ اسکی ایک وجہ تو میں آپ سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اور وہ  
 یہ ہے کہ اسلام کے اجزاء کو الگ الگ کر دینے کے بعد اور بہت سی نئی چیزیں اس میں ملا دینے  
 کے بعد آپ اُن نتائج کی توقع نہیں کر سکتے جو پورے نظام کی بندھی ہوئی صورت ہی میں ظاہر  
 ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ ہے کہ عبادت کے متعلق آپ کا نقطہ نظر بالکل بدل گیا  
 ہے۔ اب آپ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ محض صبح سے شام تک کچھ نہ کھانے اور نہ پینے کا نام عبادت  
 ہے، اور جب یہ کام آپ کر لیا تو عبادت پوری ہو گئی۔ اسی طرح دوسری عبادتوں کی بھی محض  
 ظاہری شکل کو آپ عبادت سمجھتے ہیں، اور عبادت کی اصلی روح جو آپ کے ہر عمل میں ہونی چاہیے  
 اس سے عام طور پر آپ کے ۹۹ فی صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی غافل ہیں۔ اسی وجہ سے یہ  
 عبادات اپنے پورے فائدے نہیں دکھاتیں، کیونکہ اسلام میں تو نیت اور نیت اور سمجھ بوجھ ہی  
 پر سب کچھ منحصر ہے۔

انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں اس مضمون کی پوری تشریح کرونگا۔